عصر حاضر میں مظلوم مسلم مہاجرین اور مسلم ممالک کی ذمہ داریاں
(سیرت نبوی کی روشنی میں)

*ڈاکٹر نور حیات خان

Abstract

The system of social connections and social interests made by Prophet Muhammad (S.A.W) is still a divine torch and will be for the humans of all time. Islam is a dean of social and international temperament. It wishes solicitude, happiness, justice, good deeds and independence to all humans. There is no other such system which can stands for humans' right and can prevent them from barbarianism and injustice.

As Islam is a natural dean, so it has international messages and notes. It contains such instructions, laws and orders which are based on experiments and observations from ages. This is only Islam which removed and highly condemned the hesitation and racism of people regarding language, culture, family superiority, color, and many more. It had given a system to connect and unite people in any case by restoring peace only by law and justice, and by terms and conditions not by the injustice, barbarianism and atrocity.

Prophet Muhammad (S.A.W) has fairly supported poor and oppressed people and stood against unjust and He gave His service in this connection before and after the revelation of Islam. These kinds of services conquered the hearts of people, which is being noticed in the books of Ahaadith, Tafseer, Biographies, and in the books of Battles. It is also His Sunnah that neither had He started war first nor he had used the way of violence in battle field provided that He is coerced to do that.

The article entitles different chapters on responsibilities of Muslim States of present time for the oppressed and suppressed Muslim migrants.

Key Words: Refugees, Muslim, Migrants, Responsibilities, States

مبحث اول: مہاجرت و مظلومیت کی زندگی اور مسائل ووسائل حیات

ہجرت اور ظلم کے لغوی واصطلاحی مفاہیم:

ابن الاثیر لکھتے ہیں:

"الهِجُرة فِي الأَصُل: الاسْم مِنَ الْهَجُرِ، ضِدّ الوَصُلِ. وَقَدُ هَجَرَهُ هَجُراً وهِجُرَاناً، ثُم غَلَب عَلَى الخُرُوج مِنَ أَرُضٍ إِلَى أَرُضٍ، وتَرِكِ الأُولَى للثَّانية. يُقال مِنُهُ: هَاجَرَ مُهَاجَرَةً" (1)

*: ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل، اسلام آباد

ہجرت وصل کی ضد ہے، پھر ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف نکلنے کے لیے اس کے استعمال کا غلبہ ہو گیا۔ یعنی پہلے وطن کو دوسرے وطن کے لیے چھوڑنا، اور اس کو مہاجرت کہتے ہیں۔

اس اعتبار سے ہجرت عام ہے، کسی بھی مقصد کے لیے اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے، جیسا کہ معاجم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے، اصمعی کہتے ہیں:

"هجر الرجل- خرج من البدو إلى المدن والمهاجرة بِالْعُمُومِ - الْخُرُوج من أَرض إِلَى أَرض وأصل هَذِه الْكَلِمَة البُعد يُقَال هَذَا الطَّرِيق أَهجر من هَذَا ، أَي أبعد"[2]

"آدمی نے ہجرت کی، یعنی گاؤں سے شہر کی طرف گیا۔ مہاجرت بالعموم ایک زمین سے دوسری کی طرف جانے اور دور ہونے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کہتے ہیں: یہ راستہ اس سے اہجر ہے یعنی بعید ہے"

اسی طرح ازہری کہتے ہیں:

فكلُّ مَن فارَقَ بَلَدَه من بَدوِيٍّ أَو حَضَرِيٍّ، أَو سَكَنَ بَلَداً آخَرَ، فَهُوَ مُهاجِرٌ[3]

"ہر وہ شخص؛ خواہ دیہاتی ہو یا شہری، اپنے وطن کو چھوڑے یا وہ کسی دوسرے شہر میں آباد ہو جائے، مہاجر کہلاتا ہے"

اس بنیاد پر آپ ﷺ نے جب مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف گئے تو ہجرت کہلائی، لیکن اس ہجرت کو دنیا کے دیگر مذاہب اور ہجرتوں پر جو امتیاز حاصل ہے، کسی اور مذہب کے حصہ میں نہیں آئی۔ بلکہ اس ہجرت کی طرف تمام ہجرتیں منصوب ہوتی ہیں، جیسا کہ مشارق الانوار میں ذکر ہے:

الْهِجْرَة كُله من هِجْرَة النَّبِي ﷺ إِلَى الْمَدِينَة وَأَصْحَابه من مَكَّة[4]

اس ہجرت کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ یہ محض اللہ کی رضی اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے بندگانِ خدا کرتے ہیں، کوئی ذاتی اور مالی اغراض پیشِ نظر نہیں رکھتے، چنانچہ فیومی لکھتے ہیں:

فَإِنْ كَانَتْ قُرْبَةً لِلَّهِ فَهِيَ الْهِجْرَةُ الشَّرْعِيَّةُ وَهِيَ اسْمٌ مِنْ هَاجَرَ مُهَاجَرَةً[5]

لہٰذا رواس قلعجی ہجرت کی شرعی تعریف میں لکھتے ہیں:

الانتقال الذی تم لرسول الله صلی الله علیه وسلم والمؤمنین حتی فتح مكة، وهو انتقال من دار الكفر مكة، إلى دار الاسلام (المدينة المنورة)[6]

"نبی کریم اور مسلمانوں کا فتح مکہ تک دار الکفر سے دار الاسلام یعنی مدینہ منورہ میں منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے"۔ اور انگریزی میں (Emigration of the Prophet from Makkah to Medina) Hegira کہلاتا ہے۔

اس ہجرت کی بنیاد دین و مذہب کا تحفظ ہے، لہذا احمد بن فتوح لکھتا ہے:

الْهِجْرَةُ الْفِرَارُ من مَكَانٍ إِلَى مَكَانٍ لِسَبَبٍ كَالدِّين(7)

لہذا دارالحرب سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا شرعی لحاظ ہجرت کہلاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ دین کی حفاظت کی خاطر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر مدینہ چلے گئے۔ اس بنا پر انہیں مہاجرین کہتے ہیں۔ ابو البقاء کہتے ہیں:

الْمُهَاجِرِين: هم الَّذين صلوا إِلَى الْقبْلَتَيْنِ، أَو شهدُوا بَدْرًا، أَو أَسْلمُوا قبل الْهِجْرَة(8)

"مہاجرین وہ ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھی، یا بدر کے غزوے میں شریک ہوئے یا ہجرت سے پہلے اسلام لائے"

اس کے بعد جب کہ مکہ و مدینہ دار الاسلام بن گیا اور مسلمانوں کو امن و سلامتی میسر ہوئی اور ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں رہا۔ اس لیے اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ یا مدینہ میں منتقل ہوتا ہے تو مہاجر نہیں کہلائے گا۔

لیکن اس کے بعد اگر مسلمانوں کے لیے اس قسم کے حالات دنیا میں کسی بھی ملک میں پیدا ہو جائے اور وہ وہاں سے کسی دوسرے ملک میں منتقل ہو جائیں تو یہ عمل ہجرت، اور ایسا کرنے والے مہاجر کہلائیں گے۔

ظلم کا معنی و مفہوم:

فیروزآبادی لکھتے ہیں: **الظُّلْمُ، بالضم: وضْعُ الشيءِ في غير مَوْضِعِه، والمَصدَرُ الحقيقِيُّ: الظَّلْمُ، بالفتح، ظَلَمَ يَظْلِمُ ظَلْماً، بالفتح، فهو ظالمٌ وظَلومٌ، وظَلَمَهُ حَقَّهُ، وتَظَلَّمَهُ إيَّاهُ**(9)

معجم الرائد میں ظلم کے درج ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں:

ظلم يظلم: 1: جار عليه، لم ينصفه. 2-حقه: نقصه إياه. 3-الطريق: حاد عنه. 4-وضع الشيء في غير موضعه.

5-الأرض: حفرها في غير موضع حفرها(10)

دونوں اقتباسات کا ملخص ترجمہ:

1۔ کسی کے ساتھ زیادتی کرنا اور انصاف نہ کرنا، 2۔ کسی کا حق مارنا اور کم کرنا، 3۔ سیدھی راہ سے منحرف ہونا

4۔ کسی چیز کو غیر موزون مقام پر رکھنا، 5۔ اور نامناسب جگہ پر کھدائی کرنا وغیرہ۔

اردو لغات میں لفظ ظلم کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں:

مثلاً: بے انصافی، بیرحمی، جبر وتعدی، زبردستی، زیادتی، ستم کرنا، نہایت جفا کرنا، کوئی عجیب کام کرنا، بساط سے بڑھ، برا کام کرنا وغیرہ اور ظالم کے لیے جفاکش، جفاکار، ظلم کرنے والا، ستمگر وغیرہ[11]

اصطلاح میں ظلم کا معنی و مفہوم:

ظلم انصاف کی ضد ہے، جو حق میں کمی اور نقصان کو کہتے ہیں۔ یہ وہ ضرر ہے، جس کا کوئی استحقاق نہیں بن سکتا اور نہ اس کا کوئی عوض ہو سکتا ہے۔ کسی چیز کو موزون مقام نہ دینا بھی ظلم ہے۔ شریعت میں اس سے مراد حق سے باطل کی طرف جھکاؤ ہے۔ اس بنیاد پر ہر چیز میں حدِ معتاد سے تجاوز کو ظلم کہتے ہیں[12]۔

مولانا مودودیؒ ظلم جامع تعریف کی ہے، جس کی رو سے خلاصہ یہ بنتا ہے: ظلم حق تلفی کو کہتے ہیں، اور ظالم وہ ہے جو کسی کا حق تلف کرے۔ اس معنی کے لحاظ سے خدا کی نافرمانی میں تین بڑے بنیادی حقوق تلف ہو جاتے ہیں۔[13]

مہاجرت و مظلومیت اور مسائل و وسائل حیات

اور ان جی اوز جو انسانی مسائل کم اور حل کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں، اس کے باوجود عالمی مسائل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ آئے روز اخبارات و رسائل اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع پر مسلم مظلوم مہاجرین کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ ان مظلومین کو جو مسائل درپیش ہیں اور بے خانمائی کی زندگی پر مجبور ہیں، ان کے چند اہم مسائل کا مختصرہ تذکرہ اس مقالے میں کیا جاتا ہے:

سکونت و رہائش:

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے گھر و مسکن کو ایک نعمت خداوندی قرار دیا گیا ہے، جو نہ صرف گرمی و سردی سے بچاؤ، بلکہ امن و سکون کا بھی ذریعہ ہے[14]۔ مسلم ممالک اکثر و بیشتر ترقی پزیر ممالک ہیں جو ترقی کی بھاگ دوڑ میں مصروف عمل ہیں اور وہ اپنی معیشت اور ساخت کو مضبوط کرنے اور ممکنہ رکاوٹوں کو دور و

زائل کرنے کی کوشش میں دن رات محنت کر رہے ہیں۔ ایسے میں اگر معیشت پر اچانک آبادی کا بوجھ بڑھ جائے اور یہ بوجھ اپنے ملک کا بھی نہ ہو تو پھر وہاں مزید مسائل جنم لیتے ہیں۔

تاہم جہاں مسلمان بھائیوں پر ظلم ہوتا ہے، وہاں ملکی ترقی پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کو فوقیت دی جائے گی کیونکہ مسلمانوں کا شعار دنیا پر دین کو ترجیح کا ہوتا ہیں۔ ہمارا دین امن اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے جہاں بات ہو مسلمانوں کی، ہجرت کی بسبب ظلم تو وہاں آزاد مسلم ریاستوں کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ دیکھا جائے تو انکے مسائل میں توبظاہر اضافہ ہوتا ہے لیکن اگر یہ ریاستیں تدبر و شوریٰ سے کام لیں، تو مہاجرین کی بدولت پیدا شدہ مسائل یقیناً ان کی ترقی کا باعث بنیں گے۔ اس کی زندہ مثال ہمارے پیارے نبی ﷺ کی قائم کردہ ریاست مدینہ کی ہے، جس نے ترقی پزیر سے ترقی یافتہ اور ایک سپر پاور کی شکل اختیار کی۔ ظالموں کا ہاتھ مظلوموں پر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس وقت کی جابر ظالم اور سپر پاور جیسی بڑی ریاستیں مدینہ کی چھوٹی سی ریاست سے کترانے لگی۔ آپ ﷺ کے مدبرانا فیصلوں اور مہاجرین کی مدد کرنے والی چھوٹی سی ریاست ایک عظیم الشان مضبوط سلطنت بن گئی۔ حالیہ دور کی ترکی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے، جس نے ہر حالت میں دنیا کے مظلوموں کا حمایت جاری رکھا ہوا ہے، جس کی بدولت اللہ تعالی نے اس کے ریسورسز میں برکت دی اور ترقی کا معیار بلند ہوتا گیا ہے۔

بہر حال مہاجرت سے جو مسائل جنم لے سکتے ہیں یا جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑھ سکتا ہے، ان میں سب سے پہلا مسئلہ یقیناً رہائش و سکونت کا ہی ہوتا ہے۔ ان کو کہاں اور کس جگہ ٹھرایا جائے تاکہ باقی ماندہ علاقے ان کی وجہ سے متاثر نہ ہوں۔ معقول انتظام کے ساتھ ساتھ ان کو ہر ممکنہ تحفظ اور اطمینان دلایا جائے تاکہ وہ یہاں محفوظ اور بے خوف و خطر زندگی گزار سکے۔ شاہد انہی بنیادوں پر بنی رحمت ﷺ نے مہاجرین کی مردم شماری کرائی تھی، تاکہ مناسب انتظامات کا بندوبست کیا جاسکیں [15]، اور ساتھ ان کو اپنائیت کا احساس دلایا جائے، تنگ نظری، بدامنی، تعصب اور دہشت گردی جیسے پر خطر ماحول کو پیدا ہونے سے ان کو بچانا ضروری ہے تاکہ مخالفین اسلام کے سازشوں کو بآسانی ناکام بنایا جاسکے۔

ضروریات زندگی کی دستیابی:

انسانی زندگی میں سکون وراحت پیدا کرنے کے لیے ضروریاتِ زندگی درکار ہوتی ہیں، جسے فراہم کرنا انسانی زندگی کو خواش گوار بنا دیتی ہے۔ مثلاً اوڑھنا بچھونا موسم کو مد نظر رکھتے ہوئے لباس کا بندوبست

کرنا، اسی لحاظ سے کھانے پینے کا اہتمام اور صحت کو بر قرار رکھنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے بیماریوں سے تحفظ اس میں شامل ہیں۔

ذمہ داری کا احساس اور امت مسلمہ کی خیر خواہی یہ وہ شعور ہے، جو ایک مسلمان کو آرام سے رہنے نہیں دیتی، جب تک وہ اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ اتار نہ دے۔ قرآن مجید ان کا احساس ان الفاظ میں دلایا گیا ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (16)

"اور (وہ) مہاجرین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اور خواہ خود محتاج ہی کیوں نہ ہوں۔"

ایک طرف اگر یہ مہاجرین ہمارے ہمسائے ہیں تو دوسری طرف ہمارے مہمان ہیں، جن کا خیال رکھنا ہمارے لیے لازمی ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے کئی ایک احادیث میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ»(17) «لَا يَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ دُونَ جَارِهِ»، أَوْ قَالَ: «الرَّجُلُ دُونَ جَارِهِ»(18).

"جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے ہمسائے کو دکھ نہ دیں، بلکہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایقین رکھتا ہے۔ اپنے مہمان کی تکریم کریں۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک مؤمن یا ایک آدمی اپنے ہمسائے کے بغیر کھانا نہ کھائے۔"

یہاں نہ صرف ہمسائیگی کا مسئلہ ہوتا ہے، بلکہ اسلامی اخوت اور اسلامی برادری کا بھی مسئلہ ہے۔ ایک مسلمان سے دکھ درد دور کرنا کس قدر باعث اجر وثواب ہے، آپ ﷺ کے اس حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ ، وَلاَ يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (19)۔

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے گا، اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا۔ جو کسی مسلمان کی حاجت براری اور دکھ درد دور کرنے میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالی اس سے قیامت کے مشکلات کو دور کرے گا۔ اور جو کسی پر دنیا میں پردہ ڈالتا ہے، اللہ تعالی قیامت میں اس کی پردہ داری فرمائے گا۔"

لہذا مسلم مہاجرین ہو یا دیگر ان کی مدد کرنا مسلمانوں دینی فریضہ بنتا ہے، جس سے نہ صرف ان کی مدد مطلوب ہے، بلکہ مدد کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں بلند درجات سے بھی نوازنا مقصود ہے۔

صحت کے مسائل اور طبی سہولیات:

رہاش و سکونت اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے ساتھ ساتھ انسانی صحت کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہے۔ بلکہ ان کو وبائی امراض سے بچانا اس سے بھی زیادہ اہم اور بنیادی مسئلہ ہے، تاکہ انہیں فراہم کردہ تمام تر خدمات کو نتیجہ بنایا جاسکے۔ اور ان کی زندگیاں تلف ہونے سے بچایا جائے، جو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَنۡ أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعًا [20]

"اور جس نے کسی کو بچالیا تو گویا اس نے سب کو بچالیا۔"

طبی سہولیات میں آسانی کے پیشِ نظر رجسٹریشن کے وقت ہر خاندان میں موجود بیماریوں کی نشاندہی اور ان کا اندراج کرنا نہایت مفید رہے گا۔ ممکن حد تک اندازہ لگایا جائے کہ کتنے ضعیف العمر لوگ ہیں ان کو کیا امراض لاحق ہیں، کتنے بچے ہیں ان میں کتنے نومولود ہیں، کتنی عورتیں ہیں ؟۔ اسی طرح کی تمام تر تفصیلات سے ان کے لیے دوائیوں اور مختلف امراض کی روک تھام کے لیے اطراف وطن سے اطباء اور ادویات کی بروقت فراہمی کو یقینی بنانے کی کوششیں کی جائے گی۔ جو میزبان ملک کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری بنتی ہے، جس کی نشاندہی ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ان الفاظ میں کی ہے:

لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلَالٍ: يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ [21]

"ایک مسلمان کے دوسرے کے اوپر چار حقوق ہیں: جب چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہ دے اور جب دعوت پر بلائے تو قبول کریں اور جنازے میں شریک ہو جب وفات ہو اور جب مریض ہو تو عیادت کو جائے۔"

خاص وبائی امراض:

یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ بعض خاص وبائی امراض کی تشخیص اور پھر اس کو کنٹرول کرنا بھی نہایت ضروری ہے، لہذا ان امراض میں مبتلا افراد کو علیحدہ سکونت اور مناسب طبی سہولیات کی فراہمی ممکن اور

یقینی بنایا جائے، تاکہ ان بے خانماں مہاجرین کو نہ صرف احساسِ تحفظ فراہم کیا جاسکے، بلکہ تمام رہنے والوں کو وقتاً فوقتاً حفظانِ صحت کے اصولوں کی تعلیم و تلقین اور تربیت بھی دی جائے، اور حساس بیماریوں پر ممکن حد تک کنٹرول کیا جاسکیں اور صحت مند ماحول کو ممکن بنایا جاسکیں جو اسلام کو مطلوب ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ، احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجَزْ، فَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ، فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ (22)

"ایک صحت مند مؤمن بہتر ہے اور اللہ تعالی کو ضعیف مومن سے زیادہ پسند ہے، اگر چہ دونوں میں خیر و بھلائی ہے۔ خیر و بھلائی کا حارص بنو اور اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ ہو۔ اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچے تو لو کا کلمہ نہ کہو کہ کاش یہ اور وہ کر تا تو۔ بلکہ کہو جو اللہ نے مقدر میں لکھا تھا اور چاہا تو کیا۔ کیوں کہ لو کا کلمہ شیطان کے لیے دروازہ کھولتا ہے۔"

لہذا بہتر یہی ہے کہ حفظانِ صحت کے اصولوں کا اہتمام مقدور بھر کی جائے، تاکہ پچھتانا بھی نہ پڑے اور شیطان کو خوش کرنے کا موقعہ بھی نہ دیا جائے، جو مسلمانوں کے دکھ درد اور پچھتاوے پر خوش ہوتا ہے۔

تعلیمی مسائل:

شرح خواندگی میں اضافہ مسائل کنٹرول کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تعلیم ہی انسان کے لیے وہ زیور ہے، جو بندے کو پوری طرح سے نکھار دیتی ہے اور معاشرے کا ایک کار آمد اور باصلاحیت فرد بنا دیتا ہے۔ اس کی مثال بنیاد میں ایک مضبوط اینٹ کی سی ہو جاتی ہے، جو عمارت کی بنیاد کو مضبوط بنا دیتا ہے۔

نبی مہرباں ﷺ نے ہجرت کے بعد یہی کام کیا، سب پہلے مسجد بنا کر معاشرے کو اس سے جوڑ دیا اور تعلیم کو عبادت کا درجہ دیا، جس سے طالب علم و استاذ کو باہم شریک عبادت بنایا، جنہوں نے معاشرے کے اٹھان میں اپنے تمام تر صلاحیتوں کو کھپا دیا۔ اخلاص و اخلاق کے بنیاد پر ایک مستحکم سماج کو تخلیق کر دیا۔ جس میں ہر وقت ضرورت مند کی ضرورت کو ترجیح دی جاتی، لیکن خود فاقہ کشی کرتے (23)۔

اس تناظر میں مسلم ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ مظلوم مہاجرین کی اولاد کی تعلیم پر توجہ دیں تاکہ ان کو باصلاحیت و کارآمد انسان بنادیں تو ان کے ساتھ بہتر تعاون اور خدمت یہی ہوگی۔ جس کی نشاندہی قرآن مجید بھی کرتا ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (24)

"کیا علم اور بغیر علم والے برابر ہوسکتے ہیں؟"

لیکن تعلیم میں بعض رکاوٹوں کو دور کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ مثلاً زبانوں کی تبدیلی، مہنگے اداروں کا ان کی وسعت سے باہر ہونا اور این جی اوز کا نیا نصابِ تعلیم ان پر مسلط کرنا، یہ سب تعلیم میں حائل رکاوٹیں ہیں۔ میزبان ملک کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سب رکاوٹوں کو دور کریں۔ بہتر اور آسان طریقہ یہی ہے کہ ان مہاجرین کو ان کے وطن کا رائج کردہ نصاب اور زبان میں تعلیم کی سہولیات مہیا کی جائے، تاکہ وطن واپسی کی صورت میں بھی ان کے لیے کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مثبت سوچ اور باہم مشورے سے مفید م اقدامات اٹھانے سے وقت کے ضیاع، فضول خرچی اور بعد کی پشمانی سے بچا جاسکتا ہے۔

تہذیبی و ثقافتی مسائل:

ہر ملک کی جداگانا طور طریقے، رسم ورواج، تہذیب و ثقافت ہوتی ہیں، لیکن یہ بات ہمارے لیے نہایت ہی قابل فخر اور باعث سہولت ہے کہ ہم مسلمانوں کا تہذیب و ثقافت ایک ہی ہے۔ اس کو زندہ رکھنا نہ صرف ہم سب کا فرض ہے بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے۔ لہذا مہاجرین کی تہذیب و ثقافت کو زندہ رکھنے کے لیے کئی ایک پروگرامات کا انعقاد ان کے لیے باعث اطمینان اور دونوں ممالک کے باہم رشتہ اخوت کو مضبوط کرنے کا بھی سبب ہوگا، کیونکہ ہم تمام مسلمانوں کا تہذیب و ثقافت مشترک اور ایک ہی ہے۔

عائلی مسائل:

اسلام چونکہ میاں بیوی کے ساتھ والدین اور بچوں کے حقوق کا بھی تحفظ چاہتا ہے تاکہ ایک مستحکم اور متوازن معاشرہ وجود میں آئے، جہاں تمام رعایا کو امن و سلامتی اور سکون و تحفظ حاصل ہو۔ اس نقطہ نظر سے مہاجرین کے مسائل کو توجہ دیتے ہوئے اس بات کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ ان کو ہر طرح سے مقدس خاندانی رشتوں اور عائلی حقوق کا تحفظ و سکون حاصل ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں استیذان کا آدب سکھایا گیا ہے تاکہ عائلہ میں سکون ہو، اس لیے باری تعالی نے عام قاعدہ یہ تعلیم فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدۡخُلُواْ بُيُوتًا غَيۡرَ بُيُوتِكُمۡ حَتَّىٰ تَسۡتَأۡنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهۡلِهَاۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ (25)

"اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، حتیٰ کہ ان کی رضا معلوم کرلو اور گھر والوں کو سلام کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"

قرآن مجید میں حجرات کے نام سے ایک مکمل سورۃ بھی اللہ نے نازل کی، جس سے آپ ﷺ کی تمام ازواج کے الگ الگ مکان کا تصور ملتا ہے۔ اس نظام کی تائید قرآن مجید اور سنت نبوی سے بھی ہوتا ہے۔

شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ خرابیاں جو بعد میں پیدا ہوں یا جن کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو ان کی بیخ کنی بروقت کر دی جائے۔ لہذا مہاجرین کو دیگر سہولیات کے ساتھ عائلی تحفظ اور مکمل شرعی و اخلاقی پابندیوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے جائیں، تاکہ وہ سکون کے ساتھ باعزت اور شرعی طریقے سے عائلی زندگی بسر کر سکیں۔ تاکہ جو خطرات عورت اور خاندان کو مغربی دنیا میں درپیش ہیں، ان سے مسلم مہاجر خاندانوں کو بچایا جائے۔

مبحث دوم: مہاجرین و مظلومین کی دادرسی کے فضائل

اسلام وہ واحد مذہب ہے، جو انسانی حقوق کی ترسیل میں اس قدر مخلص ہے کہ جس کا تصور کسی دوسرے مذہب میں نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا اندازہ اسلام کے تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کے فرامین اور عملی سیرت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے سب کی خیر خواہی کے لیے اپنے آخری رسول کو مبعوث کیا ہے۔ آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف رسولِ رحمت بنا کر بھیجا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

قُلۡ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيعًا ... فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِيِّ ٱلۡأُمِّيِّ (26)

" (اے پیغمبر! تم لوگوں سے) کہو اے افراد نسل انسانی! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔۔۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر۔"

اور ہر قسم کی ظلم و ناانصافی تمام انسانوں کے لیے ناپسند کرتا ہے، ایک حدیث قدسی میں آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

قَالَ اللہُ تَعَالَی: یَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا (27)

جس رب نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو ممنوع قرار دیا ہے، وہ نبی کیسے انسانی ظلم کو روا رکھ سکتا ہے اور اس پر خاموش رہ سکتا ہے۔ اس لیے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام ہی سے انسانوں کے دکھ درد اور ان کی زندگی سے غموں کو دور کرنے کے لیے سرگرمِ عمل رہتے تھے اور ہر موقعہ پر ظلم کے خلاف آواز اٹھانے اور انسانی حقوق کا تحفظ اپنی زندگی کا اہم ذمہ داری سمجھتے تھے۔ حلف الفضول میں شرکت سے یہی چیز ہمیں آپ ﷺ کے سیرت سے ملتی ہے، کہ آپ ﷺ نے ظلم کے روک تھام کے لیے عملی شرکت سے بعد کی زندگی میں اس قسم اقدامات اٹھانے سے کبھی بھی دریغ نہیں کیا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر یہی چیز آپ ﷺ کی سیرت سے ہمیں ملتی ہے، کہ صحابہ کرام کی ناگواری کے باوجود آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے شرائط کو منظور کیا لیکن انسانی وسائل اور توانائی کو ضائع ہونے سے بچا کر خون خرابے کو روک دیا، بلکہ پوری زندگی میں امن و سلامتی کو ترجیح دی اور ظلم و تعدی کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی، جو ربِ کائنات کا حکم ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (28)

"اور (دیکھو) اگر (دشمن) صلح کی طرف جھکیں تو چاہیے تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ اور (ہر حال میں) اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بلاشبہ وہی ہے جو (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔"

امن اور صلح و آشتی میں انسانی حقوق اور وسائل کا تحفظ ہے، اس لیے رب تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیشہ اس کو ترجیح دی اور اس کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔

نہایت بے سروسامانی کی حالت میں مہاجرین اور مظلومین مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخاۃ کا قیام فرمایا اور یوں ان نامساعد حالات میں کھانے اور رہایش کے مسائل پر نہایت ہی خوش اسلوب سے قابو پایا۔ اسی طرح تعلیم اور ساتھ رہائش کے مسائل کو ایک دوسرے طریقے سے نہایت ہی حکیمانہ انداز سے حل کیا، جسے لوگ نظام صفہ سے جانتے ہیں، جہاں بے گھر انسانوں کو نہ صرف رہایش میسر تھا، بلکہ تعلیم و تربیت کا بھی نہایت اعلی انتظام ہوتا تھا۔

یوں ہی رسولِ رحمت ﷺ نے سیکورٹی کے مسائل کو بھی ایک معقول انداز سے کنٹرول کیا کہ انہی زیر تعلیم و تربیت لوگوں کو مختلف مہمات کے لیے استعمال کیا، جو نہایت ہی قابل اعتبار، تربیت یافتہ اور پر جوش بھی تھے، جو مقدور بھر انسانی نقصان کو بچانے کی کوشش کرتے اور نہایت بصیرت سے تمام تر توانائی بروئے کار لاتے کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی تربیت ایسی فرمائی تھی کہ وہ نہایت ہی حساس مزاج اور ذمہ دار تھے۔ جیسا کہ کتبِ احادیث و سیرت سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام نہ صرف آپ ﷺ کی زندگی میں ان تعلیمات پر عامل تھے، بلکہ آپ ﷺ کے بعد بھی ان کا خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے شام کی طرف ایک لشکر روانا کیا تو امیر لشکر کو ان الفاظ میں وصیت کی:

وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا، وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيرًا، إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ وَلَا تَحْرِقَنَّ نَخْلًا، وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ، وَلَا تَغْلُلْ، وَلَا تَجْبُنْ (29)

"میں تمہیں دس چیزوں کی تاکید کرتا ہوں: عورت، بچے اور بزرگ آدمی کو قتل نہ کرو، پھل دار درخت کو نہ کاٹو، آبادی کو ویران نہ کیا کرو، حیوانات؛ بکری اونٹ کو تلف کرو، سوائے کھانے کے لیے، کھجوروں کو جلاو اور نہ تباہ کرو، خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ"

آپ ﷺ نے ظلم اور فساد سے صحابہ کرام کو نہایت ڈرایا تھا، فرمایا کرتے تھے:

الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (30)

"ظلم اندھیرے کا سبب ہے قیامت والے دن"

چونکہ ظلم فساد کا سبب بنتا ہے، اس لیے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا (فَإِنَّهُ) لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ (31)

"مظلوم کی بد دعا سے بچو کیونکہ اس کے دعا اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی حائل نہیں ہے"

یعنی اس کی دعا براہ راست سنی جاتی ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ ان کو زندگی میں محتاط رویہ اپنانے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ لہذا ایک حدیث میں، جس کے راوی حضرت ابو ھریرہ ؓ ہیں، فرمایا:

مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللهُ (32)

"جو لوگوں کے اموال اس لیے لیتا ہے کہ اسے ضائع کریں، تو اللہ تعالی اسے ہلاک کرے گا"

نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ نے لوگوں کے حقوق کے ضیاع سے صحابہ کرام کو ڈرایا تھا بلکہ نادار اور مظلوموں کی مدد کے لیے خود بھی آگے بڑھتے اور صحابہ کرام کی بھی ایسی ہی تربیت کی تھی۔ کئی احادیث میں یہ ترغیبی مضامین ملتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[33]

"جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالی اس کی حاجت پوری فرمائے گا، اور جو کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور کرے گا، اللہ تعالی اس سے قیامت کے دن مصیبت دور کرے گا"

نہ صرف یہ کہ اسلام نے مظلوم کی مدد کا حکم دیا ہے، بلکہ ظالم کو روکنے کا بھی حکم دیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ، أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ[34]

"حضرت انس فرماتے ہیں کہ اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ظلم سے منع کرنا، اس کی مدد ہے"

اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالی سے بھاگ نہیں سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْلِي لِلظَّالِمِ فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ، وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ[35]

اللہ تعالی نے مسلمان مظلوموں کی دادرسی کا بطور خصوصی حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا[36]

"اور (اے مسلمانو) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس

کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجیے، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجیے۔"

ایک مصیبت زدہ کی فریاد رسی میں نہ صرف جنت کی بشارت ہے، بلکہ ان کو ایک جسم کے مانند قرار دیا ہے، جن کے دکھ ودرد کو ایک قرار دیا ہے۔ اوران میں موجود کمزوری اور خامی کو دور کرنے کا حکم دیا ہے:

الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا (37)

اس وجہ سے ظلم وفساد کے خاتمہ اور عدل اجتماعی کے قیام کے لیے جہاد و قتال فی سبیل اللہ فرض کر دیا گیا ہے، لیکن جہاد و قتال فی سبیل اللہ ریاست اور امیر عادل کے بغیر ممکن نہیں۔ سورۃ الحج آیت نمبر 39 تا 41 کے بارے میں مولانا گوہر رحمٰنؒ رقمطراز ہے:

"ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قتال کا مقصد یہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے اور ایسی حکومت قائم کی جائے جس میں اللہ کی عبادت کی آزادی ہو، غریبوں کی معاشی کفالت کی جائے، بھلائی اور نیکی کے احکام نافذ ہوں اور برائی کے طور طریقوں کو مٹا دیا جائے یعنی ظلم، شرک اور فساد کے نظام کی جگہ، توحید اور اصلاح کا نظام آجائے" (38) جیسا کہ منشائے الٰہی ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (39)

"اور ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے۔"

تشریح میں امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: ای یکون دین اللہ هو الظاهر العالی علی سائر الادیان (40)

"یعنی خدا کا دین باقی تمام ادیان پر غالب اور بالا دست ہو جائے"

دین کی بالادستی ایک مضبوط اسلامی ریاست اور ایک خدا ترس وعادل حکمران اور خلیفہ ہی کر سکتا ہے، جس کی امارت اور خلافت و سرپرستی میں محض اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کیا جائے گا، جس میں کوئی اور خواہش کار فرمانہ ہو، بلکہ رضائے الٰہی مقصود ہو، آپ ﷺ نے اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (41)

ان اعلیٰ و ارفع مقاصد کے حصول کے لیے اسلامی اسٹیٹس اور ریاستیں قائم کرنا مسلمانوں کی ضرورت ہے، جس کے زیر سایہ رعایا کو تحفظ میسر ہو، حقوق کی نگہداشت ہو، معاشی کفالت کا بھی انتظام ہو اور عدل

اجتماعی کے اعلیٰ مظاہر سے بھی متصف ہو، تاکہ دنیا کے دیگر ریاستوں اور عالمی سیاست میں اپنے کردار کو نبھائے اور انسانی حقوق کی پامالی کے ارتکاب روک دیں۔

مبحث سوم: عصر حاضر میں مسلم مظلوم مہاجرین اور مسلم ممالک کی ذمہ داریاں اور تعلیمات نبوی

ایک عرصے سے مشاہدے میں آرہا ہے کہ دنیا کے اکثر و بیشتر حصوں میں مسلمان ہی مہاجرت و مظلومیت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں: کشمیر، افغانستان، شیشان، روہنگیاں (برما)، اراکان، الجزائر، فلسطین اور شام وغیرہ کے مسلمان اس قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے روسی ریاستوں میں مسلمانوں کو مہاجرت کے ساتھ بدحالی اور مظلومیت سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد بدستور یہ سلسلہ اس کے ساتھ دنیا کے دیگر ممالک میں تسلسل کے ساتھ دہرایا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں مسلم مملکتوں کی کیا ذمہ داریاں ہو سکتی ہیں؟ جسے نبھا کر یہ ریاستیں اپنی ذمہ داریوں سے شرعاً و اخلاقاً عہدہ براں ہوں، اس مبحث میں اس کا مختصر تذکرہ ہے:

فروغِ اتحاد:

مسلمان کو مہاجرت و مظلومیت کی زندگی سے نکالنے اور ان کے حالات میں بہتری لانے کے لیے سب سے اہم امر مسلمان مملکتوں کا آپس میں اتحاد کا قیام ہے، بلکہ یہ دنیائے انسانیت کے لیے خیر اور بھلائی تلاش کرنے کا ذریعہ بھی ہوگا، کیونکہ دین اسلام جس ریاست کا مذہب ہے وہ تمام انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتا ہے۔ ارشادات نبوی پر نظر دوڑایا جائے تو یہ بات واضح معلوم ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» {دین خیر خواہی ہے} (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے کہا: کس کے لیے اے اللہ کے رسول ﷺ! تو فرمایا:

لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ [42]

"اللہ کے لیے، کتاب اللہ کے لیے، رسول اللہ کے لیے، مسلمان قیادت کے لیے اور عام لوگوں کے لیے خیر خواہی ہے"

خیر خواہی کا یہی رویہ دیگر ریاستوں کے ساتھ اپنایا اور عالمی سیاست اور معاملات میں بہترین کردار ادا کیا ہے۔ لیکن ایسا کرنا وحدتِ امت کے بغیر ممکن نہیں ہے، تب تو باری تعالی نے اعتصام بحبل للہ کا حکم دیا

ہے [43]۔ نہ صرف یہ کہ اتحاد و اتفاق ایک نعمتِ خداوندی ہے بلکہ دشمنوں سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے، اگر اس طرف توجہ نہ دی گئی تو ہر قسم خطرہ بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالی نے ان الفاظ میں خبردار کیا ہے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭاِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ [44]

"اور (دیکھو) جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ بھی (راہ کفر میں) ایک دوسرے کے کارساز و رفیق ہیں۔ اگر تم ایسا نہ کروگے (یعنی باہمی ولایت اور بھائی چارگی کا جو حکم دیا گیا ہے اور وفائے عہد اور اعانت مسلمین کی جو تلقین کی گئی ہے اس پر کاربند نہیں رہوگے) تو ملک میں فتنہ پیدا ہو جائے گا اور بڑی ہی خرابی پھیلے گی۔"

دنیا کے اندر مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کے لیے اس کے بغیر چارہ نہیں کہ مسلمان متحد ہو جائیں۔

اسلامی ریاستوں کا قیام اور مضبوط قوت کا حصول:

ایسی ریاست اور حکومت کی ضرورت واہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے و جس کے قیام اور استحکام کے لیے اللہ تعالی نے اپنے آخری رسول محمد رّسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بھیجا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مکی دور میں اس کی قیام کے لیے انتھک کوشش کیں اور اس راستے میں ساتھیوں سمیت ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کیں تاہم مکہ سے ہجرت کرتے ہوئے دعا کی ارشاد باری تعالی ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا [45]

"اور یہ دعا کرو کہ: یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما، اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو"

آپ ؐ نے فرمایا: إن الله ليزعُ بالسلطانِ ما لا يزعُ بالقرآن [46]

"اللہ تعالی حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سدباب کر دیتا ہے جن کا سدباب قرآن سے نہیں کرتا"

لہذا مسلمانوں کی مضبوط متحدہ اسلامی ریاستیں جس کو مسلمانوں کی مکمل تائید حاصل ہو، مہاجرت و مظلومیت کی روک تھام کے لیے نہایت ضروری ہے، جو خود اپنی ممالک میں اور بیرونی دنیا میں فساد و بگاڑ روکنے کے لیے اپنے اثر ورسوخ استعمال کر سکیں۔ اور اس کے ساتھ ایک مضبوط اسلامی بلاک بنانا وقت کی

اشد ضرورت ہے۔ جس کا ایک زبردست فوجی اور قوت قاہرہ کا مظاہرہ بھی ہو جو ظالموں کے لیے موت کا پیغام بن سکیں۔

خلاصہ و نتائج بحث:

- اسلام دینِ فطرت اور پیغام عالمی ہے، اور ایسے اصول و ضوابط پر مشتمل ہے جو انسانوں میں پائے جانے والے لسانی، نسلی اور دیگر امتیازات کی سختی سے نفی کرتا ہے اور ہر حال میں امن قائم رکھنے اور ظلم و جبر کو روکھنے کے لیے صلح و آشتی اور عدل و انصاف سے کام لینے پر زور دیتا ہے۔
- مہاجرین کا سب سے بڑا مسئلہ یقیناً رہائش و سکونت کا ہی ہوتا ہے، جو اولیت کا تقاضا کرتا ہے۔
- دوسرے نمبر پر جو مسئلہ ہوتا ہے وہ یقیناً ضروریاتِ زندگی کی دستیابی کا ہوتا ہے۔
- اس کے بعد ان کو صحت اور طبی سہولیات کی فراہمی بھی ایک بنیادی ضرورت ہے۔
- بچے جو مستقبل کے معمار ہیں، ان کے حصولِ تعلیم میں ہر قسم کے رکاوٹوں کو دور کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنی قوم کی بہتر خدمت کرنے کے اہل بن سکے۔
- مسلم تہذیب و ثقافت کی حفاظت نہ صرف ہم سب کا فرض ہے بلکہ باعثِ اجر و ثواب اور صدقہ جاریہ بھی ہے۔
- مسلم عائلی نظام کا تحفظ بہتر سماج کے لیے نہایت ضروری ہے، لہذا مہاجرت کے دوران اس کے تحفظ کا ہر طرح خیال رکھنا ضروری ہے۔
- مہاجرین کی ہر طرح دادرسی اور مدد نہ صرف عام مسلمانوں کی، بلکہ ریاست کی بھی ایک اہم ذمہ داری ہے۔
- مہاجرت و مظلومیت کو روکھنے کا سب سے اہم اور مدد و معاون کام مسلمان ممالک اور ریاستوں کا آپس میں اتحاد کو مستحکم کرنا ہے، بلکہ یہ دنیائے انسانیت کے لیے خیر اور بھلائی تلاش کرنے کا اہم ذریعہ ہو گا، کیونکہ دین اسلام جس ریاست کا مذہب ہے وہ تمام انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے۔
- مضبوط اسلامی ریاستیں جس کو مسلمانوں کی مکمل تائید حاصل ہو، مہاجرت اور ظلم کی روک تھام اور فساد ختم کر سکتی ہیں۔

سفارشات:

- اسلام کے خالص اور عادلانا اصول و ضوابط کو ہر حال میں امنِ عالم کے قیام کے لیے بروئے کار لایا جائے۔
- دینِ اسلام کی وجہ سے ہجرت کی حوصلہ افزائی کرنا عام رعایا اور حکومت کی خدائی فریضہ ہے۔
- مہاجرین کو رہایش و سکونت فراہم کرنا، ضروریاتِ زندگی کی دستیابی کو اولیت دینی چاہیے۔
- اس کے علاوہ صحت اور طبی سہولیات کو بھی بنیادی ضرورت کے طور پر فراہم کرنا چاہیے۔
- تعلیم انسان کی بنیادی حق ہے، مہاجرین کے بچے جو مستقبل کے معمار قوم ہیں، ان کے حصول علم میں ہر قسم کے رکاوٹوں کو دور کرنا نہایت ضروری ہے، تاکہ وہ اپنی قوم کی بہتر خدمت کرنے کے اہل ہو سکے۔
- مسلم تہذیب و ثقافت اور عائلی نظام کا تحفظ بہتر سماج کے لیے نہایت ضروری اور ایک اہم فرضہ ہے، لہذا حصولِ اجر و ثواب اور بطورِ صدقہ جاریہ اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔
- مضبوط اسلامی ریاستیں (جس کو مسلمانوں کی مکمل تائید حاصل ہو،) مہاجرت و مظلومیت اور فساد و بگاڑ ختم کر سکتی ہیں، اس کو پروان چڑھایا جائے۔
- مہاجرین کی دادرسی اور دنیائے انسانیت کے خیر اور بھلائی کے لیے مسلمان ممالک اور ریاستوں کا آپس میں اتحاد کو مستحکم کرنا ہے، وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس طرف اسلامی ریاستوں کو مکمل توجہ دینی چاہیے۔

حوالہ جات

[1]: Ibn ul Aseer, Almubarik bin Muhammad, Al-nihaya fi Ghareeb ul Hadith wa lasar, Almaktaba tul Almiya, Berut, 1979, 5/244
2: Abu Al Hasan Ali bin Ismail, Al Mukhasas, Tahqeeq: Khaleel Ibrahim Jafaal, Dar Ahya ut Turaas ul Arabi, Barut, 1417 AH, 3/303
3: Az Zubaidi, Muhammad bin Muhammad, Taj ul Aroos Min Jawahir ul Qamoos, Tahqeeq: Majmoa min al Muhaqqiqeen, Dar ul Hadaya, 14/397
4: Al Yahsabi, Ayaz bin Mosa, Mashari qul Anwar Ala Sahah il Asaar, Almaktaba tul Ateeqa, Berut, 2/265
5: Al Hamoodi, Ahmad bin Muhammad, Al Misbah ul Munir fi Ghareeb us Sharah ul Kabir, Al Maktaba tul Almiya, Berut, 2/ 634
6: Muhammad Rawas Qalyaji, Hamid Sadiq Qanibi, Mujam Lughat ul Fuqaha, Dar un nafais Li tabaya, 1988, 1/492
7: Muhammad bin Fatooh ul Hameedi, Tafseer Ghareeb ma fi Sahiheen Al bukhari wa Muslim, Tahqeeq: Dr. Zubaida Muhammad Saeed, Maktab tus sunnah, Alqahira, 1995, 1/200
8: Abu al Baqa, Ayub bin Mosa Alhusaini, Alkulyat mujam fil Mustalahat wal Faroq lil Lughwiya, Tahqeeq: Muassa tu Risala, Berot, 1/ 883
9: Al Fairoz Abadi, Muhammad bin Yaqoob, Alqamoos ul Muhait, Muassa tu Risala, Berot, 2005, 1/1134
10: Abu al Baqa, Ayub bin Mosa Alhusaini, Alkulyat mujam fil Mustalahat wal Faroq lil Lughwiya, 1/ 915
11: Dahalwi, Sayed Ahmad, Farhang e Asafiya, Sange meel publishers, Lahore, 2002, P 254-255
12: Abu Halal Alaskari, Al hasan bin Abdullah, Al Farooq ul Lugwiya, Tahqeeq: Muhammad Ibrahim, Dar ul Ilm wa Siqafa, Qahira, 1412AH, 1/ 172
13: Modoodi, Sayad Abu al Alaa, Tafheem ul Quran, Army Education Press, Rawalpindi, 1/66-67
14: Al-Nakhl, 16: 80-81
15: Khalaf bin Abdul Malik, Sharah Sahih Bukhari, Tahqeeq: Abu Tameem Yasir bin Ibrahim, Maktab tu Rushad, Saudia, 2003, 5/ 221
16: Al- Hasar 59: 9
17: Abdullah bin Mubarik, Azuhad Warifaq, Tahqeeq: Habib ur Rehman Alazmi, Dar ul Kutubul Ilmiya, Berut, 1/ 125
18: Ibid, 1/179
19: Al Bukhari, Muhammad bin Ismail, Aljami us Sahih, Kitab: Bad ul Wahi, Dar ul Shab, Qahira, 1987, hadith: 2442
20: Al-Maida 5: 32
21: Ibn e Maja, Muhammad bin Yazeed al Quzweeni, Al Sunan, Tahqeeq: Muhammad Fawad Abdul Baqi, Dar ul Ahya, Kutub ul Arbiya, Berut, 1/ 461
22: Ibid, 1/ 461
23 : Al Hashar 59: 9
24: Al Zumr 39: 9
25: Al Noor 24: 27
26: Al Airaaf 7: 158
27: Muslim bin Hajjaj, Shahi Muslim, baab: Tahreem uz Zulm, Hadith: 4674
28: Al Infaal 8: 61
29: Sahaib Abdul Jabbar, Aljami us Sahih Lis sunan wal masaneed, Dar ul Ahya, Kutub ul Arbiya, Berut, 17/ 417

30 : Imam Bukhari, Aljami us Sahih, Baab: Al zulam Zulumaat Yumul Qiyama, Hadith: 2447
31 : Ibid, Hadith: 2448
32: Ibid, Hadith: 1425
33: Ibid, Baab: La Yuzlam ul Muslim ul Muslim wal Yuslimo ho, Hadith: 2442
34 : Ibid, Baab: Yameen ur rajal Li sahibihi inna hu Akhuwoho, Hadith: 6952
35: Imam Muslim , Shahih Muslim, Baab: Tahreem uz Zulm, Hadith: 4680
36: Al-Nisa 4: 75
37: Imam Muslim , Shahih Muslim, Baab: Tahreem uz Zulm, Hadith: 6750
38: Moulana Modoodi, Islami Riyasat, P184
39: Al Infaal, 8: 39
40: Al Baqara 2: 193, Ibne Kasreer 1/ 402
41: Imam Bukhari, Aljami us Sahih, Baab: Man Sayala Wahowa Qaimun Aliman Jalisan, Hadith: 123
42: Imam Muslim , Shahih Muslim, Baab: Biyan Un Din un Nasiha, Hadith:82
43: Al Imran 3: 103
44: Al Infal 8: 73
45: Bani Israel 17: 80
46: Abdul Mohsin Bin Hamad Alabaad Albadar, Sharah Sunan Abi Dawood, http://www.Islamweb.net, Daroos No: 598